Al-Aẕvā **الاضواء**
ISSN 2415-0444; E- ISSN 1995-7904
Volume 50, Issue, 33, 2019
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan.

”نسیم الریاض“ کے موضوعات سیرت □میں تنوع کے مظاہر۔تحقیقی جائزہ

An Analytical Study of Variant Contents of Book "Nasīm al-Riyād"

رضیہ نور*
شیر علی**

Abstract
The life history of the Holy Prophet (SAW) that is described as Seerah al-nabwiyyah is a multidimensional discipline of knowledge which encompasses all aspects of a dynamic and multifarious human life. It gives apt guidance to peoples of all nations, races, tribes, territories, creeds, and dogmas in such a manner that proves that personality of Last Prophets (SAW) was true herald of peace and patience. An extensive literature has been produced on life history of the last Prophet (SAW) with different shades, tastes, interpretations and descriptions that is no doubt commendable. The book namely “Naseem al-Riyad” is comprehensive source of Seerah having bright images of the Prophet’s life. This book provides us maximum colours of the life of Muhammad (SAW) that includes his childhood, his tribal life, his friendships, his morality, and his marital life and so on. The article highlights the significance of the book in perspective of its inclusiveness, entirety and depth.

Key words: Nasīm al-Riyād, Allāma Shahāb al-Dīn al-Khafājī, Sīrah literature.

رسول اکرم□کی زندگی ایک متنوع ،ہمہ گیر اور ہمہ جہت زندگی تھی۔آپ□کی زندگی میں وہ جامعیت ہے جو آپ□کی زندگی کے ہر پہلو میں عیاں ہے ،چاہے اس کا تعلق آپ□کی عائلی زندگی سے ہو یا معاشی سے،معاشرتی ہویا سیاسی سے،معلم ہونیامبلغ،تاجر ہونیا حکمران ،غرض اس کی نظیر آپ□کی سیرت طیبہ کے ہر پہلو میں ملتی ہے۔سیرت نگاروں نے نبی

---

* پی ایچ ڈی سکالر ، شعبہ علومہ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی ، فیصل آباد، پاکستان
** اسسٹنٹ پروفیسر ، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی ، فیصل آباد، پاکستان

اکرمکی سیرت طیبہ کے ان تمام پہلوؤں پر کتب تالیف کیں ۔اس کے علاوہ نبی اکرم کی حیات مبارکہ پر مفصل کتب بھی لکھیں گیئں،ان کتب میں آپ کی سیرت طیبہ کے واقعات کو تفصیل سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات کو بھی شامل کیا گیا۔ یونسیرت طیبہ کے اگر موضوعات پر نظر ڈالیں تو سیرت نگاروننے ابتداءمیں صرف مغازی کو بیان کیا جس میں نبی اکرم کے غزوات سے متعلق روایات جمع کی گئی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ سیرت نگاروں نے ہر موضوع کو اس میں شامل کیا ،یعنی تفاسیرواحادیث ،آثارواخبار،سیر ومغازی، دلائل وشمائل ،انساب ورجال،تواریخ الحرمین اشریفین،جغرافیہ وتاریخ،تہذیب وثقافت،فنون وادبیات،اطلس وخرائط اور اماکن کو سیرت طیبہ میں بیان کیا۔گویا سیرت طیبہ میں ہر لحاظ سے تنوع پایا جاتاہے۔

تعارف

”نسیم الریاض“کتاب شفاءکی سب سے اہم اور ضخیم شرح ہے۔اس کے مولف شہاب الدین خفاجیؒ (۷۷۹ھ۔۱۰۶۹ھ) ہیں۔ آپ مصری اور حنفی ہیں (1)آپ نے اپنے عہد کے جید علماءکرام سے فیض حاصل کیا۔ آپ بیک وقت تفیسر ،حدیث، سیرت، فقہ، شعروادب، ریاضی، منطق اور دیگر علوم میں ماہر تھے۔آپ کو فقہ حنفی مینبہت اعلی مقام حاصل تھا۔آپ مصر مینقضاءکے اعلی عہدوں پر فائز رہے۔(2)

”نسیم الریاض“شمائل نبوی پرایک اہم شرح ہے۔علامہ خفاجیؒ نے نبی اکرم کی زندگی کے ہر پہلو کو نہایت باریکی سے بیان کرتے ہوئے اس میں متعدد موضوعات بیان کئے ہیں جو ”نسیم الریاض“کے تنوع کو ظاہر کرتے ہیں۔”نسیم الریاض“ مینموضوعاتی، مصادری، بلاغی، استنباطی اورمعلوماتی تنوع کے مظاہر جابجا موجودہیں۔

”نسیم الریاض“میں تنوع کے مظاہر کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

موضوعاتی تنوع:

”نسیم الریاض“بنیادی طور پر سیرت کی کتاب ہے اور ان کے مضامین کا تعلق سیرت سے ہی ہے مگر اس کے مضامین کا حسن یہ ہے کہ مولف نے اس میں مسائل اعتقادیہ وکلامیہ، مسائل فقہیہ اجتہادی، اصول حدیث کے مباحث اور مسائل اصولیہ فقہیہ کے مضامین کو بیان کیا ہے جس سے ”نسیم الریاض“کے مضامین میں تنوع ظاہر ہوتا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ مسائل اعتقادیہ کلامیہ کی مباحث:

علامہ خفاجیؒ نے ”نسیم الریاض“میں اعتقادی وکلامی مباحث بھی بیان کئے ہیں مولف ان مباحث کو ذکر کرتے ہوئے مختلف مکاتب فکر کی آراءبیان کرکے ان کی تصحیح یا تردید بھی کرتے ہیں۔

* رویت باری تعالیٰ علم کلام کا ایک مہتمم بالشان مسئلہ ہے

علامہ خفاجی نے اس مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے سلف کے اختلاف کو بیان کیا ہے۔

رویت کے وہی قائل ہیں جو اسراءکو جسم کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اور رویت کو نظر سے خاص کرتے ہیں حضرت عائشہؓ اس کی منکر ہیں، ان سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایاکہ یہ بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں جو شخص یہ کہے کہ محمد نے خدا کو دیکھا تھا، وہ جھوٹا ہے (3)کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿لَا تُدرِکُهُ الاَبصَارُ﴾ (4)

ترجمہ:”آنکھیں اس کاادراک نہیں کر سکتی“

معتزلہ نے بھی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے رویت کی مطلقاً نفی کی ہے ۔جبکہ اہل سنت نے اس کو رد کیا ہے ۔ محدثین اورعلماءکی ایک جماعت اس کی قائل ہے (۵)مشہور روایت کے مطابق عبداللہؓ بن مسعود کابھی یہی قول ہے(۶) اور یہ حضرت ابوہریرۃؓ سے بھی مروی ہے ان کا خیال کہ رسول اللہ نے خدا کی بجائے حضرت جبرائیلؑ کو دیکھا تھا (۷)مگر ان سے دوسرا قول بھی منقول ہے، محدثین،فقہاءاور متکلمین کی ایک جماعت دنیا میں اللہ کی رویت کے منکر ہیں اہل سنت اور معتزلہ میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔(8)

مگر ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا(9) عطاءسے روایت ہے کہ اپنے دل سے دیکھا (۱۰)اور ابوالعالیة سے ہے کہ اپنے دل سے دو مرتبہ دیکھا(۱۱) ابن اسحاق کی روایت بیان کی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ کی طرف ایک شخص کو بھیجا کرکہ وہ آپؓ سے پوچھے کہ کیا حضور نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو کلام، حضرت ابراہیمؑ کو اپنی دوستی اور حضرت محمد کو اپنے دیدار کا شرف بخشا(12) یہ متعدد طرق سے مروی ہے حضرت ابن عباس نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

﴿مَا کَذَبَ الفُوادُ مَا رَاٰی﴾ (13)

ترجمہ: ” جو کچھ اس نے دیکھا اس کے دل نے اسے جھوٹ نا جانا۔ “

﴿وَلَقَد رَاٰهُ نَزلَةً اُخرٰی﴾ (14)

ترجمہ:”اس نے اس کو ایک اور بار دیکھا“

علامہ خفاجیؒ کہتے ہیں ان آیات سے اور احادیث صحیحہ سے لیلتہ الاسراءمیں رویت باری تعالیٰ کودیکھنے کا ثبوت ملتا ہے اور جہاں تک حضرت عائشہؓ کے انکار کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے قول سے استدلال کرتے ہوئے اس کے جواب میں کئی وجوہات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنکھ سے

ادراک مطلق رویت نہیں ہے بلکہ رویت اردگرد کو دیکھنے کا احاطہ ہے کیونکہ حقیقت کا ادراک کسی جگہ سے ملحق اور وصول ہونے میں ہے-(15)

امام ابولحسن الماروی فرماتے ہیں کہ کہا جاتاہے کہ اللہ نے کلام اور رویت کو حضرت موسیٰ اور محمد کے درمیان تقسیم کردیا تھا، پس محمد نے اللہ کو دوبار دیکھا اور حضرت موسیٰ نے اللہ سے دوبارکلام کیا(16) ابوالفتح رازی اور ابواللیث سمرقندی نے بھی اس کی حکایت کی ہے عبداللہ بن حارث روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن عباسؓ اورکعبؓ اکٹھے ہوئے تو ابن عباسؓ نے کہا "ہم نبوہاشم یہ کہتے ہیں کہ محمدنے اللہ کو دوبار دیکھا، یہ سن کر حضرت کعبؓ بہت مسرور ہوئے اور انہوں نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رویت وکلام کو محمد اورموسیٰ کے مابین تقسیم کردیا تھا (17)اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابوذرؓ کی روایت (محمد نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا) سمرقندی، محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن ائس کے ہاں نبی اکرم نے آنکھ کی بجائے قلب سے دیکھا(۸۱) پس علامہ خفاجیؒ اس کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ وہ سر کی آنکھوں سے دیکھنے کے منکرہیں، یا وہ اس کے موافق ہے کہ رویت بالقلب آنکھوں سے دیکھنے کے منافی نہیں-(19)

حضرت معاذؓ نے آپ سے روایت کی کہ میں نے خدا کو دیکھا ہے(20) حسن بصری قسم کھا کر کہتے تھے کہ محمد نے اپنے خدا کو دیکھا، عکرمہ سے بھی اس کی روایت کی گئی، امام احمدؒ فرماتے تھے کہ میری رائے حضرت ابن عباسؓکے قول کے مطابق ہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا-(21)

اوپر جو آیت نقل کی گئی ہے اس کی تاویل میں اختلاف ہے ابن عباسؓ اور عکرمہ کا خیال ہے کہ آپ نے اپنے قلب سے خدائی ذوالجلال کا مشاہدہ کیا اور ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ اس آیت میں آپ کے حضرت جبرائیلؑ کو دیکھنے کا ذکر ہے ،(۲۲)عطا نے

﴿اَلَم نَشرَح لَکَ صَدرَکَ﴾ (23)

ترجمہ:(اے محمد)کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا۔کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ آپ کا سینہ رویت کے لئے اور حضرت موسیٰ کا سینہ کلام کے لیے کھول دیا گیا، امام ابوالحسنؓ اشعری فرماتے ہیں کہ"دوسرے انبیاءکرام کو جومعجزے دیئے گئے اس طرح کے معجزے ہمارے رسول کو بھی دیئے گئے ،مزید برآں آپ رؤیت سے بھی سرفراز کئے گئے-

سعید بن حبیرؒ فرماتے ہیں کہ "نہ میں یہی کہتا ہوں کہ آپ نے خدا کو دیکھا تھا، اور نہ یہ کہتا ہوں کہ آپ نے نہیں دیکھا تھا"- (۴۲)ہمارے بعض مشائخ نے بھی اس بارے میں سکوت وتوقف اختیار کیا ہے ان کے خیال میں رویت کی کوئی واضح اور صریح دلیل موجود نہیں مگر یہ عقلاًمحال نہیں ہے،

یہ نسفی کی رائے ہے (۵۲)۔ ہمارے نزدیک دنیا میں رویت کے جواز وامکان میں کوئی شبہ نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے اللہ سے اس کا سوال کیا تھا۔(26)

دوسراحضرت ابراہیم ؑ کا سوال کرنا موت اور زندگی کا اطمینان قلب کے لئے تھا۔(۷۲)ظاہر ہے کہ کوئی نبی اس بات سے ناقف نہیں ہو سکتا کہ کون سی چیز اللہ کے لئے روا اور ممکن ہے اور کون سی چیز اس کے لئے ناروا ومحال ہے اس لئے ان کا سوال ایک جائز اورممکن چیز کے لئے تھا جو لوگ رویت کو محال قرار دیتے ہیں ان کے لئے "لن ترانی"(28)اور "تبت الیک"(29) سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ پہلا ٹکڑاعام نہیں ہوا بلکہ یہ صرف حضرت موسیٰ کے لئے خاص تھا۔

نیز جو لوگ اس کا یہ مفہوم بتاتے ہیں کہ تم مجھ کوہرگز دنیا میں نہیں دیکھ سکتے وہ ایک تاویل ہے اور رویت کے ناممکن ہونے کی اس میں کوئی صراحت نہیں ہے اور جب معاملہ تاویلات اور احتمالات تک پہنچ جائے تو اس سے کوئی قطعی دلیل قائم ہونے کی گنجائش نہیں رہتی ،رہی حضرت موسیٰ کی توبہ تو وہ اس بنا پر تھی کہ انہوں نے ایک ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو اللہ نے ان کے لئے مقدرنہیں کی تھی۔ (30)

بعض سلف اور متاخرین رویت کو دینا میں اس لئے محال خیال کرتے ہیں کہ اہل دنیا کے اجسام واعضاءکی ترکیب ضعف پر ہوتی ہے، نیزان میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور وہ حوادث جو آفات سے بھی دوچار ہوتے ہیں، اور موت کا نشانہ بن جاتے ہیں اس لئے رویت پر ان کو قوت نہیں ہوتی، لیکن عالم آخرت میں جب ان کے اجسام کی دوسری ترکیب کی جائے گی اور ان کو باقی رہنے والے قوی عطاءکئے جائیں گے، اور ان کی آنکھوں اوردلوں کی روشنی مکمل ہو جائے گی تو وہ رویت پر قادر ہو جائیں گے، امام مالکؒ سے بھی اسی طرح کا قول مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کو نہیں دیکھا جا سکتا کیونکہ وہ باقی رہنے والا ہے، اور باقی کوفانی کے ذریعہ نہیں دیکھا جا سکتا پس جب آخرت میں لوگوں کو باقی رہنے والی نگاہیں بخشی جائیں گی تو باقی کو باقی کے ذریعے دیکھا جا سکے گا۔ یہ نہایت اچھا اور عمدہ قول ہے اس میں رویت کے محال ہونے کی دلیل ضعف قدرت کے اعتبار سے بتائی گئی ہے سو اللہ اپنے جس بندے کو چاہے قدرت دے دے اور وہ رویت کا بارگراں اٹھانے کا متحمل ہو جائے تو اس کے لئے رویت ناممکن نہ ہوگی۔ حضرت موسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی نگاہوں کو یہ قوت بخشی گئی تھی۔(31)

بہرحال رویت کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں ،اب رہا نبی اکرم ﷺ کی رویت کا معاملہ تو اس کا نہ قطعی ثبوت ہے اور نہ یہ صراحتہ ثابت ہی ہے اس لئے کہ سارا دارومدار صرف سورہ نجم کی دو آیتوں پر ہے جن کی تاویل میں سلف سے اختلاف چلا آرہا ہے، اس لئے احتمال دونوں باتوں کا ہے، اس

سلسلہ میں نبی اکرم سے خودکوئی قطعی اور متواترحدیث بھی ثابت نہیں ہے۔حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے صرف ان کے اپنے مسلک کا پتہ چلتا ہے۔وہ مسند نہیں ہے۔ حضرت ابوذرؓکی حدیث کا بھی یہی حال ہے، رہی حضرت معاذؓ کی حدیث تو اس کی تاویل میں احتمال ہے، نیز اس کی سندوں اور متن میں اضطراب ہے اس مسئلہ میں حضرت ابوذرؓ سے ایک اور حدیث بھی مروی ہے، مگر اس کے الفاظ میں اختلاف اور معنی میں احتمال اشکال ہے اس کی روایت دو طرح سے کی گئی ہے۔ (۱۔ نورانی اراہ)(32)اللہ تعالیٰ تو نور ہے ہیں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ (۲۔ر ایت نوراً)(33)یعنی میں نے نور دیکھا، ایسی صورت میں ان کی حدیث سے رویت کی صحت پر استدلال نہیں کیا جا سکتا، اگر آخری صورت کو صحیح مانا جائے تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ آپ نے اللہ کو نہیں دیکھا،بلکہ ایک نور دیکھا جو خدا کی رویت میں حجاب بن گیا، اسی طرح پہلی روایت کے مطابق مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ کو میں کیسے دیکھ سکتا ہوں جبکہ نور کا حجاب درمیان میں تھا ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا کو دونوں آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ اپنے قلب سے دیکھا کیونکہ اللہ نگاہ کے ادراک کو دل میں پیدا کرنے پر قادر ہے -(34)

علامہ خفاجیؒ کے بقول احادیث رویت میں تعارض کا جو اشارہ ہے وہ تطبیق کا محتاج ہے اوراس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ نبی اکرم نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا جب آپ معراج پہ تشریف لے گئے، جیسے اکثر صحابہ اس طرف گئے ہیں۔یہ صحیح اور راجح ہے اور اس کے خلاف بھی روایت وارد ہے کہ یہ امر غیر قطعی ہے پس اس پراعتراض ہے - پس کتنے امر ایسے ہیں جن کو ہم جانتے نہیں اور ہم اسے لازمی سمجھتے ہیں اور وہ نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث متواتر میں۔ (35) گویا علامہ خفاجیؒ نے نہ تو احادیث میں تطبیق دی اور نہ ہی کسی رائے کو تر جیح دی بس ان کو بیان کرنے پر اکتفا کیا۔

اس کے علاوہ علا مہ خفا جیؒ نے ملائکہ کی ہیئت (36) ا نبیاءکرام علیہ سلام کے معصوم عن الخطا ہونے(37) جیسے مو ضوعات پر مختلف مکا تب فکر کا نقطہ نظر بیا ن کرتے ہیں۔گویا علامہ خفاجیؒ نے ''نسیم الریاض''میں کلامی مباحث کو نہ صرف بیان کیا بلکہ ان کو بیان کرتے ہوئے اہلسنت، معتزلہ اور دیگر فرقوں کے عقائد کو بھی ذکر کرتے ہیں اور ان کے دلائل کو بھی بیان کرتے ہیں اس سے مولف کی علم الکلام میں مہارت ظاہر ہوتی ہے۔

۲۔ مسائل فقہیہ اجتہادیہ کے مباحث:

علامہ خفاجیؒ ''نسیم الریاض''میں واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے مضامین سے فقہی واجتہادی مباحث کو بھی بیان کیاہے اور اس بارے میں فقہاءکرام اور مذاہب اربع کی آراءکو بھی ذکر کرتے ہیں جس سے ''نسیم الریاض''کے مضامین کے متنوع ہونے کا پتہ ملتا ہے اس کی چند مثالیں حسب

ذیل ہیں۔

* حضرت بریدہؓ کی روایت کہ جب ایک اعرابی نے نبی کریم سے کوئی نشانی مانگی۔

آپ نے فرمایا: کہ وہ سامنے کے درخت سے کہو کہ تجھ کو رسول بلاتے ہیں....اعرابی نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے دست مبارک اور پائے اقدس کوبوسہ دوں آپ نے اس کو اجازت دیدی(38)

اس روایت سے مولف نے ہاتھ اور پاؤں کی تقبیل کے بارے میں فقہی مسئلہ اخذ کیا ہے۔

پس اس سے یہ دلیل ہے ہاتھ اور پاؤں کے بوسے کے جواز کی، کہ فاضل کا مفضول کے لئے اس کے زہد اور اس کی نیکی کی وجہ سے یا اس کے علم اور اس کے شرف کی وجہ سے ،یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ اس کی تعظیم دینی امر ہے جیسے کہ النووی نے اذکار میں کہا کہ اگر یہ دنیوی امر کے لئے ہو یہ پس وہ مکروہ ہے(39)۔

آئمہ شافعیہ نے متولی کی تقبیل کو رد کیا ہے عدم جوازکااطلاق کرتے ہوئے۔ (40)

* روایت ہے کہ نجاشی(بادشاہ حبش)کا جنازہ آپ کے پیش نظر کیا گیا یہاں تک کہ آپ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (41) علامہ خفاجیؒنے اس روایت سے غائبانہ نمازجنازہ کے بارے میں فقہاءکرام کی آراءاور ان کے دلائل ذکر کیے ہیں۔

مولف نے خصائص الکبری کی روایت بیان کی کہ "آپ نے صحابہ کرامؓ کو نجاشی کی موت کی اطلاع دی اور اپنے صحابہ کے ساتھ نکلے اور چار تکبیرات کہیں اور صحیحین سے صلاۃ ثابت ہے۔(42)

امام احمدؒ نے مام شافعیؒ اور بعض سلف کی رائے یہ ہے کہ میت کے لئے جو نماز ہے وہ دعا ہے پس کیسے اس کے لئے دعانہ کی جائے اور وہ غائب ہو یاقبر میں ہو۔ جیسے حاضر کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

حنفیہ اور مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ شرع میں ایسا نہیں ہے اور بعض اس صورت میں اس کے جواز کے قائل ہیں کہ یہ قبلہ کی جہت میں ہو بغیر اس کو پیٹھ کیے ہوئے۔

علامہ خفاجیؒ نے اس قصے میں ان امور کو اخذ کیا۔

۱۔ اس زمین پر اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو اس بارے میں شرع کیا ہے۔

خطابیؒ کی رائے یہ ہے کہ ایسی زمین پر انتقال ہوا جو میت کی نمازجنازہ کے بارے میں نہیں جانتے جیسے اہل شرک کے ملک ، اس صورت میں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائےگی ۔

اسی طرح ابوداؤد کی رائے ہے کہ :اگر وہ وہاں انتقال کرجائے تو

مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کے حق کے لئے کھڑے ہوں نمازجنازہ میں اگر وہ جان لیں کہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی گئی تو غائب کی جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی اوراگرکسی عذرکی بنا پر نہ پڑھی گئی، مسافت کی دوری کی وجہ سے ترک نہیں کی جائے گی۔

ایک رائے کہ یہ نبی اکرم سے مخصوص ہے اس روایت کی رو سے کہ''جب انہیں زمین میں دفن کیا حتیٰ کہ میں نے نجاشی کو دیکھ لیا۔''

اوراس کو رد کیا کہ جب افعال دین میں سے کوئی چیزواقع ہوتی ہے تو ہم اس کی اتباع کرتے ہیں اور جہاں تک تخصیص کا تعلق ہے اس کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں۔ ابن حجر کا قول بیان کیا:کہ ہمارے نبی اس کے اہل ہیں کہ آپ کے سامنے اٹھایا جائے یا پیش کیا جائے آپ اس سے بھی بڑے پر قادر ہیں۔

کرمانیؒ کا قول:پردہ اٹھنا ممنوع ہے اور غائب صحابہؓ کے حق میں ہے جنہوں نے نبی اکرم کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

مولف نے اس کی تائید میں حدیث بیان کی جو مجمع ابن حارثہ میں ہے۔''پس ہماری صف کے پیچھے صفیں تھیں مگر ہم کچھ نہیں دیکھتے تھے۔

حنیفہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ میت کو امام دیکھتا ہے اور ماموم نہیں دیکھتے پس یہ اتفاقاً جائزہے۔

مولف کہتے ہیں نزاع دیکھنے یا نہ دیکھنے کے بارے میں نہیں ہے اورنہ ہی یہ جنازہ کی نماز کی صحت کے لئے شرط ہے بلکہ نزاع اس مسئلے میں ہے کہ میت ایک ملک میں ہو اور اس کے جنازہ کی نماز دوسری جگہ پڑھی جائے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس کی چارپائی اٹھائی گئی اور نبی اکرم کے پاس رکھی گئی تو یہ غائب نہیں ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے اس بحث سے تین اموراخذ کئے ہیں۔

ایک :نبی اکرم کو ان کی موت کا علم تھا اور وہ حبشہ میں اور نبی اکرم اور صحابہ کرامؓ مدینہ میں تھے۔ یہ شافعیہ کی دلیل ہے۔

دوسرا:کہ اگر ان کی چارپائی اٹھائی گئی یا ان کی روح اور وہ اس جگہ میں تھے اور پردہ اٹھایا گیا پس یہ ایسے ہی ہے جیسے غائب کی نمازجنازہ ،نقل صحیح سے ہم اس کی مدعی کا مطالبہ کرتے ہیں ۔

تیسرا: کہ ان کا جثہ اٹھایا گیا نبی اکرم کے سامنے پیش ہوا پس آپ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور وہ حاضر کی نماز تھی اور کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ وارد ہے اور نہ یہ ثابت ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ دلیل فاسد ہے اس کی کوئی وجہ نہیں۔

لیکن مصنف نے اس دلیل کے لئے حدیث معاویہ سے نبی اکرم کی قوت بصر کے لئے استدلال کیا۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ نبی اکرم کی خدمت میں نازل ہوئے پس کہا:اے محمد معاویہ بن معاویہ لیثی انتقال کرگئے کیا آپ پسندکریں کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں؟آپ نے فرمایا:ہاں پس جبرائیلؑ نے اپنے پر زمین پر مارے پس درختوں اور جھاڑیوں میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ پس زمین برابر ہوگئی اور اس پر چارپائی رکھی گئی حتیٰ کہ اس کی طرف نظر گئی پس اس کی نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے ملائکہ کی صفیں تھیں اور ہر صف میں سترہزار ملائکہ تھے۔ پس آپ نے جبرائیلؑ سے پوچھا:انہوں نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا قل ھواللہ احد سے محبت کی بنا پر اور اس کی قرات کرتے آتے جاتے، چلتے، کھڑے ہوتے اور بیٹھتے (43)

علامہ خفاجیؒ نے اس قصہ کو امرخارق عادت پر محمول کیا ہے(44)

ان امثال سے ''نسیم الریاض''میں فقہی مباحث کاپتہ چلتا ہے۔ طوالت سے اختصار کے پیش نظر ان دو مثالوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

اصول حدیث کے مباحث:

سیرت طیبہ کا ایک اہم منبع احادیث مبارکہ ہیں ان احادیث کی جانچ کے اصولوں کو سیرت نگاروں نے واقعات سیرت بیان کرتے ہوئے مدنظر رکھا اورکتب سیرت میں ان کو بیان بھی کیا۔ علامہ خفاجیؒ نے بھی ''نسیم الریاض''میں بعض جگہوں پر ان کی وضاحت کی ہے اور ان کے ساتھ حدیث کو بیان کرتے ہوئے اسکی قسم کا بھی اطلاق کیا ہے ان اقسام میں منتہی کے اعتبار سے، عدد کے اعتبار سے، راویوں کی صفات کے اعتبار سے، راوی کے سقوط اور عدم سقوط کے اعتبار سے شامل ہیں اس انداز کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

* علامہ خفاجیؒ نے اصول حدیث کے مباحث کے ضمن میں ضعیف حدیث کے حوالے سے علماءکرام کی آراءبیان کی ہیں۔

النووی نے الاذکارمیں کہا:فقہاءاورمحمدثین ذکر کرتے ہیں کہ یہ جائز ہے کہ فضائل اور ترغیب وترھیب میں ضعیف حدیث پر عمل مستحب ہے لیکن موضوع پر عمل نہیں ہے اور جہاں تک احکام کا تعلق ہے جیسے حلال وحرام پس اس میں عمل نہیں کیا جائے گا سوائے صحیح یا حسن کے۔

ابن العربی مالکی نے اس میں مخالفت کی ہے کہ ضعیف حدیث پر مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا اور سخاوی نے اپنی کتاب القول البدیع میں کہا:ہم نے اپنے شیخ ابن حجرؒ سے کئی بار سنا کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تین شرائط ہیں۔

پہلی:متفق علیہ ہو، اور وہ ضعف اتنا شدید نہ ہو جیسے ایسی حدیث کہ اس میں کذابین اور متہمین جو متہم فحش غلطی کے ساتھ منفرد نہ ہوں

دوسری: کہ ایسے اصل عام کے تحت داخل ہو کہ اس سے ایسے طریقے سے نکلے کہ اس کی کوئی اصل نہ ہو۔

تیسری:عمل کرتے وقت حضور سے ثبوت کا اعتقاد نہ کیا جائے

کیونکہ شائد نبی اکرم کی طرف منسوب ہو جو انہوں نے نہ کیا ہو۔

دوسری اورتیسری شرط ابن عبدالسلام اور ابن رقیق العید نے بیان کی اور پہلی العلائی سے نقل کی ہے اور امام احمد کی اس بارے میں یہ رائے ہے کہ:اس پر عمل کیا جائے گا جب اس کے علاوہ نہ پائی جائے ان سے ایک روایت ہے کہ ضعیف حدیث مجھے آدمیوں کی رائے سے زیادہ محبوب ہے ابن حزم نے اجماع بیان کیا اس پرکہ مذہب ابی حنفیہ میں یہ بات ہے کہ:ضعیف حدیث ان کے ہاں اولیٰ ہے رائے اور قیاس سے جب اس بارے میں حدیث نہ پائی جائے۔

پس اس بحث سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل سے متعلق تین مذاہب ہیں۔

۱۔ مطلق عمل نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ مطلق عمل کیا جائے گا۔

۳۔ فضائل میں شرط کے ساتھ عمل کیا جائے گا۔

ابن الصلاح نے قید لگائی ہے ضعیف روایت پر عمل کے جواز میں کہ حقیقت میں اس کی سچائی کا احتمال موجود ہے۔ احتمال میں اس کی شرط ہے کہ یہ قوی ہو یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام مسلم کا کلام ظاہر ہے کہ اگر یہ احتمال قوی نہیں ہو گا تو اس پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔(45)

* مولف جب بھی کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو اس حدیث کی قسم کا بھی اس پر اطلاق کرتے ہیں جیسے

بیمار کی عیادت کے بارے میں کہ تین دن کے بعد عیادت نہ کی جائے۔ مولف اس بارے میں کہتے ہیں۔اس بارے مینیہ ضعیف حدیث ہے اور شیخ رملی نے کہا یہ موضوع ہے۔(46)

ابن حباب کی روایت :کہ نبی اکرم فرماتے ہیں کہ جس نے کہا:

”اللھم صل علی محمد وانزله المنزل المقرب عندک یوم القیامة۔“ (47)

ترجمہ:اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

علامہ خفاجیؒ اس کے بارے میں کہتے ہیں ۔

”فھو معضل لا مرسل۔“ (48)

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ”اللہ عزوجل کے فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں تاکہ وہ میرے حضور میری امت کا سلام پہنچائیں۔“ (49)

علامہ خفاجیؒ نے اس حدیث کے بارے میں بیان کیا”ولیس ھذا الحدیث موقوفاً، بل ھو مرفوع“ (50)

ترجمہ: یہ حدیث موقوف نہیں بلکہ مرفوع ہے۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک محدث کی طرح احادیث کو ذکر کر کے ان کی اقسام بھی بیان کر دیں۔

اصول فقہ کے مباحث:

''نسیم الریاض'' میں مولف نے اصول فقہ کے مباحث بھی بیان کیے ہیں۔ واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے۔ علامہ خفاجی ؒ نے اجتہاد، اجماع، سد ذرائع وغیرہ پر بحث کی ہے۔ پھر مضامین پر اصول فقہ کا اطلاق بھی کرتے ہیں۔ قواعد کو بھی بیان کرتے ہیں۔

* نبی اکرم ﷺ کے اجتہاد کرنے سے متعلق روایات ذکر کرتے ہوئے مولف نے اجتہاد پر بحث کی ہے جیسے

اجتہاد افتعال کے وزن پر ہے۔ جہد سے نکلا ہے اور وہ طاقت اور گھیرنے کے معنوں میں آتا ہے اور اس کے ذریعے مطلوب کو حاصل کیا جاتا ہے اور اس حکم کو حاصل کیا جاتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے اور اس کی طرف التفات کر کے دین کے قواعد نکالے جاتے ہیں جس جس معاملے میں وحی نازل نہیں ہوئی محققین اس میں اجتہاد کے جواز کی طرف گئے ہیں اور یہ صحیح قول ہے۔

پھر کیا خطا کے وقوع کا جواز ہے اس میں جس نے اجتہاد کیا؟ بعض نے منع کیا ہے اور بعض نے اسے جائز کہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے خطاءکے عدم اقرار پر اتفاق ہے اس کو اکثر اصولین نے راجح کیا ہے اور ان میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں اور انہوں نے اصلاً اجتہاد میں عدم وقوع خطا کو ترجیح دی ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے اجتہاد کے جواز کے حق میں اس حدیث سے دلیل دی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے پاس دو آدمی اپنی وراثت کا جھگڑا لے کر آئے........ (51)

اور جو اجتہاد کے خلاف ہیں ان کی دلیل یہ آیت ہے۔

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِن هُوَ اِلَّا وَحى يُّوحٰى﴾ (52)

ترجمہ: ''وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔ ''

یا یہ حروب کے لیے خاص ہے۔

جو وحی میں اجتہاد کا حکم ہے اس سے قیاس کا استنباط ہوتا ہے۔ یہ خواہش نہیں ہے اور نبی اکرم ﷺ کا قول ''لاادری'' بعض موقعوں پر قیاس کے عدم ظہور کے منافی نہیں ہے۔

اور قیاس وجہ کی طرف مستند ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان

﴿فَاعتَبِرُوا يَاُولِى الاَبصَارِ﴾ (53)

ترجمہ: ''سو عبرت پکڑو اے آنکھ والو ''

نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں جو اجتہاد فرمایا اس میں جنگ بدر

کے قیدیوں کا معاملہ (54)، غزوہ تبوک میں منافقین کا جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کا معاملہ (۵۵)کی مثالیں مولف نے بیان کی ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ خفاجیؒ نے سدذرائع (56)اور دیگر اصطلاحات کی تعریف اور اقسام ذکر کی ہیں۔

مولف نے احکام شریعت کے ماخذ کی وضاحت کے ساتھ اصول فقہ کے قواعد کو بھی بیان کیا ہے اس کی چند امثال درج ذیل ہیں۔

لان الضرورات تبیح المحظورات

علامہ خفاجیؒ نے اس قاعدے کو ذکر کیا کہ ضرورت محظورات کو مباح کرتی ہے جیسے صلوٰۃ القصر، اور تیمم کو بھی مخصوص کرتی ہے ضرورت کے وقت یہ بھی اس قاعدے کی تائید کرتی ہے۔ (57)

* حدیث ہے کہ "لاصلاۃ لمن یصل علی" (58)

ترجمہ:اس کی نماز نہیں جس نے مجھ پر درود نہ پڑھا،،

مولف لکھتے یہ قاعدہ اصولیہ پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ

"ان النفی ذا دخل علی شی ءلیس بمنفی " (59)

ترجمہ:جب نفی کسی چیز پر داخل ہوتی ہے تو وہ منفی نہیں رہتی"

اس کے علاوہ" ان الامور بمقاصدھا"(60)اصول فقہ کے مباحث میں "حقیقت عرفیہ"(61) "مشترک"(62) اور دیگر قواعد کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ان مثالوں سے خفاجیؒ کی اصول فقہ میں دسترس اورمہارت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے "نسیم الریاض"میں بعض جگہوں پر ان کے قواعدکی تفصیل بیان کی اور بعض جگہوں پر ان قواعد کا اطلاق کیا۔

مصادری تنوع:

علامہ خفاجیؒ نے "نسیم الریاض"میں سیرت طیبہ کے متنوع موضوعات کو بیان کیا ہے ان متنوع موضوعات کو بیان کرتے ہوئے مولف نے متنوع مصادر سے استفادہ کیا۔ سیرت طیبہ کے مصادر میں قرآن مجید کو اولیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں سیرت طیبہ کے تمام اہم واقعات خواہ ان کا تعلق غزاوات سے ہو یا نبی اکرم کی خانگی زندگی سے، معجزات سے ہو یا عقائد سے،سیاست سے ہو یا معاشرت سے ،غرض ہر ایک کی ضروری تفصیلات صراحتاً ار اشارۃً دونوں طرح بیان کی گئی ہیں۔ واقعاتی تفصیلات کے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں ان واقعات پر تبصرہ بھی کیا ہے جو ان واقعات کو سمجھنے اور اصل مفہوم جاننے میں مدد دیتا ہے۔ گویا نبی اکرم کی سیرت طیبہ کا کوئی جز ایسا نہیں جس کے متعلق قرآن کریم میں ایک سے زائد آیات نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے "نسیم الریاض"میں سیرت طیبہ کے لئے آیات قرآنیہ سے استدلال کیا۔ مولف نے قرآن کریم کی تقریباً ۱۰۵سورتوں کی متعدد آیات سے سیرت طیبہ یا اس سے متعلقہ مضامین کو بیان کیا۔مؤلف نے

کہیں پوری سورت بیان کی اور کہیںچند آیات ذکر کی ہیں،کہیں ایک ہی آیت سے بار بار استدلال کرتے ہیں۔

علامہ خفاجی ؒ نے آیات قرآنیہ کی تفسیر وتوضیح میں تقریباًچالیس کتب تفاسیر سے استفادہ کیا ہے۔ان تفاسیر کے علاوہ بھی متعدد تفاسیر اور ان کے حواشی وشروحات سے بھی استدلال کیا ۔قرآن کریم کی آیاتاور کتب تفاسیر کے علاوہ علوم القرآن کی تقریباًبارہ کتب سے استفادہ کیا۔

علامہ خفاجیؒ نے ''نسیم الریاض''کی تالیف میں کتب حدیث کے وسیع ذخیرہ سے استفادہ کیا جن میں کتب حدیث کی تمام اقسام شامل ہیں۔ علامہ خفاجی ؒ نے کتب احادیث کی شروحات سے بھی استفادہ کیا جن میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ کی شروحات شامل ہیں اس کے علاوہ کتب تلخیص ،تجرید، کتب الموضوعات ،کتب المنتخبات، کتب تخریج، کتب احکام وفقہ الحدیث کتب ترغیب وترہیب، کتب الزھدوالفضائل والا داب واخلاق ،کتب المسلسلات، کتب غریب الحدیث، کتب الناسخ والمنسوخ، کتب الامالی، کتب الاجزائ، کتب الاربعون ، کتب زوائدوغیرہ شامل ہیں۔مولف نے روایت احادیث اور راویوں کی جانچ پڑتال کے لئے فن جرح و تعدیل اور اسماءالرجال کی کتب سے بھی استفادہ کیا۔ان کی تعدادتقریباً پچانوے ہے۔

مولف نے قرآن کریم اور علوم حدیث کے بعد سیرت طیبہ کے لئے تیسرے بڑے اہم مصدر کتب سیرت ومغازی، کتب دلائل النبوۃ اور کتب شمائل نبویہ ﷺ سے بھرپور استفادہ کیا۔ قاضی عیاضؒ کی الشفاءکی شروحات سے بھی استدلال کیا۔ اس کے علاوہ کتب شمائل کی شروحات سے بھی مولف نے استدلال کیا ہے۔ان کی تعداد تقریباًبتیس ہے۔

واقعات سیرت کے لئے مولف نے کتب تاریخ سے بھی استدلال کیا ہے ۔جن میں تاریخ مکہ ومدینہ، تاریخ اندلس بھی شامل ہیں انکی تعداد تقریباًاکیس ہے۔

''نسیم الریاض''میں مولف نے قسم الرابع ''وجوہات تنقیص وتوہین اور اس کے احکام شرعیہ''میں مولف نے فقہی نقطہ نگاہ سے ان مسائل کو بیان کیا جس کے لئے کتب فقہ کی ایک طویل فہرست ہے جن کی روشنی میں احکام ومسائل بیان کئے ان کی تعداد تقریباًپچپن ہے۔

اس کے علاوہ علامہ خفاجی ؒ نے انساب واعلام کی تقریباًبیس کتب،تصوف کی تقریباًدس کتب،لغت کی تقریباًچھبیس کتب سے استدلال کیا۔تیس کے قریب متفرق کتب بھی شامل ہینجن سے مؤلف نے استفادہ کیا۔

''نسیم الریاض'' کے ان مصادر کے جائزے سے یہ بات واضح ہو تی ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے ''نسیم الریاض''کے لئے متنوع مصادر سے استفادہ کیا یہ مختلف علوم کی کتب کا ایک بحرذخائر ہے جن سے مولف استفادہ کرتے ہیں

ان کتب کے حوالے دینے کے لئے بھی مولف نے متنوع انداز اختیار کیا یعنی کہیں صرف کتاب کا نام ہے(63) تو کہیں صرف مولف کا نام(64) ،کہیں دونوں کا ساتھ ذکر کیا ہے۔گویا اس سے "نسیم الریاض"کے مصادری تنوع واضح ہوتا ہے۔

بلاغی تنوع:

"نسیم الریاض" کے مطالعے سے اس کے بلاغی تنوع کا پتہ چلتا ہے مولف نے ایک ماہر بلاغت دان کی طرح فن بلاغت کا استعمال کیا ہے۔علامہ خفاجیؒ نے تشبیہ، استعارہ، مجاز، کنایہ، تعریض وتوریہ کی نشاندہی اور اقسام کا ذکر کیا ہے جس سے "نسیم الریاض" کے ادبی اسلوب کا اندازہ ہوتا ہے مولف نے ماہرین بلاغت کے اقوال اوران کی کتب سے استدلال کرتے ہوئے الفاظ کے تشبیہ یا استعارہ یا مجاز و کنایہ ہونے پر بحث کی ہے جو مولف کی فصاحت و بلاغت کامنہ بولتا ثبوت ہے ۔

علامہ نے قرآن کریم، احادیث اور عام الفاظ اور عبارات کو بیان کرتے ہوئے ان میں علم البدیع کی نشاندہی کی ہے۔ اس انداز کی مثالیں حسب ِذیل ہیں :

*قرآن کریم کی آیت (65)میں لفظ وزرک کے بارے میں لکھتے ہیں :

"الوز روالحمل و الثقل، فاستعیر للذنب استعارة مرشحة۔" (66)

ترجمہ: وزر اور حمل اور ثقل ہم معنی ہیں اور وزر گناہ کے معنی میں مجازا استعمال کیا گیا ے بطور استعارہ مترشحہ کے۔ "

* و قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" : نا کنا ذا حمی الباس۔" اس میں لفظ الباس اور حمی کی وضاحت کرتے۔

الباس: "بالموحدة و بهمزة او الف وہو الشدة، و المراد به الخوف او الحرب، و حمی بزنة علم اوقد ففیه استعارة مصرحة او مكنية ای اشد القتال۔" (67)

الباس: ب نقطے ہمزہ کے ساتھ یا الف کے ساتھ اور یہ شدة کے معنی میں ہے اور اس سے مراد خوف یا جنگ ہے، اور حمی علم کے وزن پر ہے ۔ اوقد کے معنی میں اور اوقد کا معنی ہے بھڑکانا پس اس میں استعارہ مصرحة یا مکنیة ہے، یعنی جنگ میں شدت آگئی۔

* بخاری کی روایت ہے" : ذا صل احدکم لیٰ شیءیسترہ، فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفع فی نحرہ، فن ابی فلیقاتلہ، فنما ہو شیطان۔" اس حدیث میں ہو شیطان کے بارے میں کہتے ہیں :

"استعارة تصریحیة شبہة بالشیطان فی صدور الافعال القبیحة منه، و قیل نه مجاز مرسل؛ لان الشیطان سبب لما فعله۔"(68)

یہ استعارہ تصریحیہ ہے شیطان سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس سے قبیح

افعال کے صادر ہونے کی بنا پر، اور ایک قول یہ کہ مجاز مرسل ہے۔ کیونکہ ان افعال کا سبب شیطان ہے۔

* حدیث مبارک ہے ”الجنة تحت ظلال السیوف“ کے بارے میں کہتے ہیں :

”کنایة عن دنوا المجاہدین من الجنة حتی کانه ذا رفع سیفه للضرب به، او علاہ سیف عن یضربه و ظهر ظلله، فالجنة تحت ذالک الظل، او ظلال السیوف کنایة عن القتال بها۔“ (69)

یہ مجاہدین کا جنت سے قریب ہونے پر کنایہ ہے۔ حتیٰ کہ جب انہوں نے اپنی تلوار اٹھائی۔ اس سے مارنے کے لیے یا ان کی سرکشی پر تلوار اٹھائی، جس سے انہیں مارے اور اس کا سایہ ظاہر ہوا، پس جنت اس کے سائے کے نیچے ہے۔ یا ظلال السیوف کنایہ ہے ان سے قتال کی بنا پر۔

ان مثالوں سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے آیات، احادیث اور عام الفاظ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں تشبیہ، کنایہ، استعارات، مجاز مرسل کی بھی وضاحت کی ہے، جو مولف کے علم البلاغت پر مہارت کی علامت ہے۔

استنباطی تنوع:

علامہ خفاجیؒ نے واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے مختلف فیہ مصادر سے استنباط کیا ہے ان میں قرآن کریم، حدیث ،سیرت،فقہ،تصوف، لغت شامل ہیں۔ مولف نے ہر مصدر سے مختلف جہات میں استنباط کیا ہے جیسے اگر وہ قرآن کریم سے کچھ اخذ کرتے ہیں تو صرف اس کا ایک ہی پہلو بیان نہیں کرتے بلکہ اس آیت کے مشکل الفاظ کے معنی، آیت میں خطاب کا تعین، اس آیت کی قرات کے اختلاف کا ذکر، تفسیر القرآن بالقرآن کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر مصادر سے بھی استنباط کرتے ہیں۔اس سے ”نسیم الریاض“میں استنباطی تنوع ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن کریم سے استنباط کی ایک جہت کی چند امثال درج ذیل ہیں۔

* اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿كَلَّآ اِنَّهُم عَن رَّبِّهِم يَومَئِذٍ لَّمَحجُوبُونَ﴾ (70)

ترجمہ: ”ہرگز نہیں، بالیقین اس روز یہ اپنے رب کی دید سے محروم رکھیں جائیں گے۔“

اس آیت کے بارے میں مولف کہتے ہیں کہ کاف سے اللہ کا قول مدعی عام کے لئے ہے اور یہ کفار کے لئے خاص ہے۔ (71)

علامہ خفاجیؒ بعض اوقات آیت کے ظاہر سے بھی استنباط کرتے ہیں۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّد اَبَآ اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُم﴾)72(

ترجمہ:''محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں''
حقیقت میں اس میں نفی ہے حقیقی باپ کی ۔نبی اکرم کو مومنین کا باپ کہنا جائز نہیں آیت کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے۔(73)
* مولف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو دلالت ظاہرہ پر دلیل قرار دیتے ہیں ۔
﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغفِرُ اَن يُّشرَكَ﴾ (74)
ترجمہ:''بے شک اللہ شرک کو معاف نہیں کرتا۔ ''
مولف لکھتے ہیں:
''النص دل علیہ دلالة ظاہرة'' (75)
ترجمہ:''یہ نص دلالت ظاہرہ پر دلیل ہے۔
* ایسا امرجویقینی طور پر بنقل تواتر رسول اللہ سے منقول ہو اور اس پر علی الاتصال اجماع چلاآرہا ہو اس کی تکذیب کرے جیسے جو لوگ پانچ نمازوں کے بارے میں قرآن کریم میں کوئی صریح نص نہیں ہے۔ علامہ خفاجیؒ نے اس بارے میں بیان کیا۔
انما ورد مجملاً كقوله: ﴿يُقِيمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (76) واراد بالنص الجلی ضد الخفی وھو المتواتر۔'' (۷۷)
ترجمہ:بے شک قرآن کریم میں مجمل وارد ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ''نماز قائم کرو''اور یہ نص صریح خفی کی ضد ہے اور یہ متواتر ہے۔
ان مثالوں سے ''نسیم الریاض''میں استنباطی تنوع ظاہر ہوتا ہے اور علامہ خفاجیؒ کی مختلف علوم میں دسترس اور مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۵۔ معلوماتی تنوع:

''نسیم الریاض''متنوع مباحث کے ضمن میں علامہ خفاجیؒ نے مختلف النوع معلومات بیان کی ہیں۔
مولف نے اس میں تفسیر ،حدیث، فقہ، کلام غرض ہر طرح کے مباحث بیان کئے پھران مباحث کے لئے جن مصادر سے استدلال کیا۔ ان میں بھی قرآن،حدیث ،سیرت ،ادب و لغت، فقہ غرض کتب کا انبار ہے جس سے استدلال کیا ہے۔علامہ خفاجیؒ نے ان کتب کے ساتھ مصنفین کا بھی ذکر کیا ہے۔
مصنف نے راویان احادیث کا بھی تعارف بیان کیا جس میں ان کا نام، شہر اساتذہ ،تلامذہ اور ان کی کتب کا بھی ذکر کیا ہے جس کو اگر جمع کیا جائے تو ایک کتاب تیار ہو جائے اس کے ساتھ جن علماءکرام کی آراءبیان کیں ان کا بھی تعارف بیان کیا ہے۔
''نسیم الریاض''میں علامہ خفاجیؒ نے اعتقادی مذاہب اور کلامی فرقوں کا بھی تعارف بیان کیا:ان میں اہلسنت والجماعت ،شیعہ، خوارج، اشاعرہ، متکلمین، فلاسفہ، معتزلہ، قدریہ، کرامیہ اور فرقہ شیعہ کے گروہوں، ملحدین

کے فرقوں، منکرین رسالت کے فرقوں اور مدعیان نبوت کے فرقوں کا بھی تعارف بیان کیا۔

مصنف کو عربوں کی قدیم تاریخ، روایات اور ان کے اہم واقعات وحالات سے بھی بڑی واقفیت تھی۔ جیسے نبی اکرم سے قبل محمد نام کے لوگوں کا تعارف (78)،خانہ کعبہ کی تعمیر(79) عرب کے قبائل وشعوب کاتعارف (80)وغیرہ

مولف نے جن مقامات کا ذکر کیا نہ صرف ان کا تعارف بیان کیا بلکہ ان ملکوں کے سربراہان جن القاب سے معروف ہیں ان کو بھی بیان کیا جیسے نجاشی کے ذکر کے وقت باقی ملکوں کے سربراہوں کے نام بھی بیان کئے جو کہ درج ذیل ہے۔

''ملک حبشہ کے لئے نجاشی، روم کے لئے قیصروکسری ،ملک فارس کے لئے ،خاقان ملک ترک کے لئے ،فرعون قبط کے لئے اور عزیزمصر کےلئے اور حمیر بھی اس کی پیروی کرتے ہیں ۔ دھمی اور فغفور ملک ہند کے لئے ،زنج کے لئے غایتہ ،یونان کے لئے بطلیموس، فطیون یا صالح یا شالح یہود کے لئے، صائبہ غرود کے لئے اور ملک یمن بھی اس کی پیروی کرتے ہیں جالوت ملک بربر کےلئے، اخشید ملک فرغانہ کےلئے اور نعمان عجم سے پہلے ملک عرب کے لئے اور جبرجیر افریقہ، شیربان ملک خلاط اور فورملک سند کے لئے ،ملک علوی کے لئے الاصفر اور ثیبل ملک الخنزرکےلئے اور کابل ملک نوبہ کےلئے''۔(81)

علامہ خفاجیؒفارسی زبان سے بھی واقفیت رکھتے تھے اسکااظہار ''نسیم الریاض''میں کئی مقامات پر کیا ہے جیسے رفرف کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ فرماتے ہیں ۔

''والرفرف ما يسمى بالفارسية سايبان، وقيل :نه بساط '' (82)

ترجمہ: ''اور رف رف جسے فارسی زبان میں سایبان کہتے ہیں، اور ایک قول ہے کہ یہ بساط ہے۔''

مولف کو اہل کتاب اور ان کی شریعتوں سے بھی واقفیت تھی جابجا اس کی نظیر ملتی ہے علامہؒ جب عبادت کا ذکرکرتے ہیں تو ساتھ ہی پچھلی شریعت کا طریقہ کار بھی بتاتے ہیں اسراءسے قبل نماز کی کیفیت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اسراءسے قبل نماز میں رکوع نہ تھا۔مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿وَ ارۡكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ﴾ (83)

ترجمہ:''اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو''

نمازمیں رکوع خاص طور پر اس امت کے ساتھ مشروع ہے اوربنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہ تھا۔پس صلاۃ سابقہ بغیر رکوع کے تھی جو قرینہ

ہے امم سافلہ کی نماز کا کہ وہ رکوع سے خالی تھی۔ (54)
'' نسیم الریاض'' کے جائزہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علامہ خفاجی ؒ نے سیرت طیبہ کو بیان کرتے ہوئے متنوع انداز اختیار کیا ہے۔مولانا نے مضامین کو بیان کرتے ہوئے اس میں مسائل اعتقادیہ کلامیہ کے مباحث،مسائل فقہیہ اجتہادیہ کے مباحث،اصول حدیث ،اصول فقہ کے مباحث کو بھی ضمناً بیان کرتے ہیں۔علامہ خفاجیؒ نے جن مصادرومراجع سے استدلال کیاان میں کتب تفسیروعلوم القرآن ،کتب حدیث،کتب سیرومغازی،کتب دلائل وشمائل،کتب تاریخ،کتب فقہ،کتب انساب و اعلام،کتب تصوف،کتب لغت اور متفرق کتب شامل ہیں۔جو مصادر ومراجع کے تنوع کی علامت ہے۔علامہ نے'' نسیم الریاض ''میں تشبیہ، استعارہ،مجاز،کنایہ،تعریض توریہ کوبیا ن کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا اطلاق بھی کیا ہے۔جو بلاغی تنوع کو ظاہر کرتا ہے۔واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے علامہ خفاجیؒ نے قرآن،حدیث،سیرت،فقہ،تصوف اور لغت سے استنباط کرتے ہیں۔جو استنباطی تنوع کی دلیل ہے۔''نسیم الریاض''کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔کہ علامہ خفاجیؒ نے واقعات سیرت کے ضمن میں''نسیم الریاض ''معلومات کا ایک ایسا بحر ہے جس میںراویوں کے حالات،مختلف فرقوں کا تعارف،منکرین وملحدین کے گروہوں کا تعارف اور دیگر معلومات کا ایک انبار شامل ہے۔گویا'' نسیم الریاض '' موضوعاتی،مصادری،بلاغی،استنباطیاور معلوماتی تنوع کا ایک عظیم الشان مظہر ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد فہری علام،دائرۃالمعارف الاسلامیۃ،جلد نمبر ۸،بیروت ،لبنان:دار المعرفۃ،س۔ن،ص۶۹۳۔۷۹۳

۲۔ المحبی،فضل اللہ بن محب اللہ بن المحبی،خلاصۃالآثر،جلد نمبر ۱ ،بیروت:دارصادر ،س۔ن،ص۳۳۳۔۲۴۳

کارل بروکلمان،تاریخ الادب العربی،مترجم:اد۔محمود فہمی حجازی،جلدنمبر ۶ ،موسسۃدار الکتاب الاسلامی، الطبعۃ الثانیۃ، ۹۲۴۱ھ۔۲۰۰۸م،ص۵۵۔۷۵

۳۔ القشیری ،مسلم بن حجاج،امام ابو الحسین النیشابوری،صحیح مسلم،کتاب الجہاد والیسر ،باب الامدادالملائکہ فی غزوۃبدر، الریاض :دارالسلام للنشر والتوزیع ،الطبعۃالثانیۃ،۲۰۰۷ئ،حدیث نمبر ۷۸۲

الترمذی،محمد بن عیسی،سنن،ابواب تفسیرالقرآن،باب ومن سورۃ الانعام، تحقیق :بشار عواد معروف،بیروت:دارالمغرب اسلامی،۱۹۹۸ئ، حدیث نمبر ۳۰۶۸

۴۔ الانعام:۱۰۳

۵۔ النسفی،ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین ،مدارک التنزیل و حقائق التاویل،تحقیق:یوسف علی بدوی،جلد نمبر ۱ ،بیروت:دارلکلم الطیب،طبعۃالاوٗلی

،۹۱۴۱ھ۔۸۹۹۱ئ،ص۷۲۵؛ الرازی،فخرالدین ابو عبداللہ محمد بن عمر،مفاتیح الغیب،جلد نمبر ۳۱،بیروت:دار احیاءالتراث العربی،الطبعة الثالثة،۰۲۴۱ھ،ص۷۹۔۳۰۱

۶۔ الترمذی،سنن،ابواب تفسیر القرآن،باب من سورة النجم،حدیث نمبر ۷۷۲۳

۷۔ القشیری، مسلم بن حجاج،صحیح مسلم،باب معنی قول عزوجل ولقد راہ۔۔۔،حدیث نمبر ۳۸۲

۸۔ خفاجیؒ،شہاب الدین احمدبن محمد بن عمر، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض،تحقیق:محمدعبدالقادر عطائ،جلد نمبر ۳،بیروت لبنان:دارالکتب العلمیہ،الطبعةالثانیة،۲۳۴۱ھ۔۱۱۰۲ء، ص۳۲۱

۹۔ القشیری، مسلم بن حجاج،صحیح مسلم،باب معنی قول عزوجل ولقد راہ۔۔۔،حدیث نمبر۴۸۲

الترمذی،سنن،ابواب تفسیر القرآن،باب من سورة النجم،حدیث نمبر۰۸۲۳،۹۷۲۳

۰۱۔ ایضاً،حدیث نمبر۱۸۲۳

۱۱۔ القشیری، مسلم بن حجاج،صحیح مسلم،باب معنی قول عزوجل ولقد راہ۔۔۔،حدیث نمبر۵۸۲

۲۱۔ السیوطی،جلال الدین،عبد الرحمن بن ابی بکر،الدر المنثورفی التفیسر بالماثور ،جلد نمبر ۷،بیروت لبنان:دارالکتب العلمیہ،۱۱۴۱ھ۔۰۹۹۱ئ،ص۶۴۸؛

الطبری،ابوجعفرمحمدبن جریر،جامع البیان فی تاویل القرآن،تحقیق:احمد محمد شاکر،جلد نمبر ۲۲،مؤسسةالرسالة،الطبعة الاولی،۰۲۴۱ھ۔۰۰۰۲ئ،ص۵۰۸

۳۱۔ النجم:۱۱   ۴۱۔ ایضاً ،۳۱

۵۱۔ خفاجی، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض،جلد نمبر۳،ص۱۲۵

۶۱۔ الترمذی،سنن،ابواب تفسیر القرآن،باب من سورة النجم،حدیث نمبر۷۸۲۳

۷۱۔ السمرقندی،ابو لیث نصر بن محمدبن احمد،بحر العلوم،جلد نمبر ۴،م۔ن،س۔ن، ص۳۵۹۔۳۶۰

۸۱۔ السیوطی،الدر المنثورفی التفیسر بالماثور ،جلد نمبر ۷،ص۶۴۷

الرازی،مفاتیح الغیب،جلد نمبر ۳۱،ص۹۷۔۱۰۳

۹۱۔ خفاجی، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض،جلد نمبر۳،ص۱۲۵

۰۲۔ الدار قطنی،ابو الحسن علی بن عمر بن احمد،رؤیةاللہ،جلد نمبر ۱،الاردن:مکتبہ المنار،۱۱۴۱ھ،ص۳۰۸

۱۲۔ السیوطی،الدر المنثورفی التفیسر بالماثور ،جلد نمبر ۷،ص۶۴۷۔۶۴۸

۲۲۔ خفاجی، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض،جلد نمبر۳،ص۱۲۵

۳۲۔ الشرح:۱

۴۲۔ السیوطی،الدر المنثورفی التفیسر بالماثور ،جلد نمبر ۷،ص۶۴۷

۵۲۔ النسفی ،مدارک التنزیل و حقائق التاویل،جلد نمبر۳،ص۶۵۶

۶۲۔ الطبری،،جامع البیان فی تاویل القرآن،،جلد نمبر ۳۱،ص۹۰۔۱۰۴

۷۲۔ البخاری ،محمد بن اسمعیل ابو عبداللہ،صحیح بخاری،کتاب تفسیر القرآن،باب و اذاقال ابراھیم رب ارنی ۔۔۔،دار طوق النجاة،الطبعة الاولی، ۲۲۴۱ھ ،حدیث نمبر۴۵۳۷

الطبری،،جامع البیان فی تاویل القرآن،،جلد نمبر ۵،ص۴۸۵۔۴۹۳

۸۲۔ الاعراف:۳۴۱   ۹۲۔ ایضاً

۰۳۔ خفاجیؒ، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض،جلد نمبر ۳، ص۱۳۱۔۱۳۴

۱۳۔ ایضاً،ص۱۳۵۔۱۳۶

۲۳۔ القشیری، مسلم بن حجاج،صحیح مسلم،باب قول فی علیہ السلام(نور انی اراہ)،حدیث

نمبر ۱۹۲
۳۳۔ ایضاً،حدیث نمبر۲۹۲ ۴۳۔ الطبری،،جامع البیان فی تاویل القرآن،،جلد نمبر۲۲،ص۵۰۵
۵۳۔ خفاجیؒ، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض،جلد نمبر ۳، ص۴۴۱
۶۳۔ خفاجیؒ، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض،جلد نمبر ۶، ص ۰۰۳ ـ ۰۱۳
۷۳۔ ایضاً ،جلد نمبر ۵،ص۶۳۳-۱۵۳
۸۳۔ الهیثمی ،نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان،کشف الاستار عن زوائدالبزار،تحقیق:حبیب الرحمن الاعظمی،جلد نمبر ۱،بیروت:موسسة الرسالة،الطبعةالاولی،۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ئ،ص۲۳۱
۹۳ النووی،ابو زکریا محی الدین یحیی بن شرف،الاذکار،کتاب السلام والا ستئذان۔۔۔،باب فی مسائل تتفرع علی السلام ،تحقیق:عبدالقادر الارنووط،جلد نمبر۱،بیروت لبنان:دار الفکر للطباعة،۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ئ،ص۲۶۲
۰۴۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر۴، ص ۷
۱۴۔ ابو یعلی ،احمد بن علی الموصلی، المسند،تحقیق:حسین سلیم اسد،جلدنمبر۷،دمشق:م۔ن،الطبعةالاولیٰ، ۱۹۸۴ئ، ص ۸۵۲، حدیث نمبر ۴۲۶۸
البیہقی،ابو بکر احمد بن الحسین، دلائل النبوةومعرفةاحوال صاحب الشریعة،تحقیق:ڈاکٹرعبد المعطی قلعجی،جلدنمبر۵، بیروت، لبنان:دار الکتب العلمیہ،۱۴۰۵ھ،۱۹۸۵ء، ص ۶۵۲، ۶۴۲
۲۴۔ السیوطی،جلال الدین،عبد الرحمن بن ابی بکر،خصائص الکبری،جلد نمبر ۲،بیروت :دار الکتب العلمیہ،ص۱۶۸
۳۴۔ ابویعلی الموصلی، المسند، جلد نمبر۷، ص ۸۵۲، حدیث نمبر ۴۲۶۸
۴۴۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر۲، ص ۱۵-۴۵
۵۴۔ ایضاً،جلدنمبر۱،ص۔۶۷ ۶۴۔ ایضاً،جلد نمبر۲،ص۵۲۳
۷۴۔ سیوطیؒ،جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر،الدرالمنثورفی تفسیر الماثور،جلد نمبر ۶،،ص۴۵۶
۸۴۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۵،ص۵۶
۹۴۔ نسائیؒ،ابو عبدالرحمٰن احمدبن شعیب،سنن،تحقیق :عبد الفتاح ابو عزة،کتاب السهو،باب اسلام علی النبی□،حلب :مکتب المطبوعات الاسلامیہ ،۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء،حدیث نمبر۱۲۸۲
۰۵ ۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۵،ص۰۸
۱۵۔ السجستانی،ابوداؤدسلیمان بن الاشعث،سنن،کتاب الاقضیہ،باب فی قضاءالقاضی اذااخطا،بیروت لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲،حدیث نمبر۳۵۸۵
۲۵۔ النجم:۳،۴
۳۵۔ الحشر،۲
۴۵۔ القشیری ،مسلم بن حجاج،،صحیح مسلم،کتاب الجهاد والیسر ،باب الامدادالملائکہ فی غزوةبدر،حدیث نمبر ۱۷۶۳
۵۵۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۵،ص۲۲۰-۲۲۱
۶۵۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۴،ص۴۷۵
۷۵۔ ایضاً،جلد نمبر۳،ص۱۷
۸۵۔ ابن ماجہ،محمد بن یزید ،ابوعبدالله ،سنن،تحقیق :محمد فواد عبد الباقی ،کتاب الطہارة،باب ما جاءفی التسمیة فی الوضوئ، داراحیاءالکتب العربیہ ،س۔ن، حدیث

نمبر۰۰۴
۹۵۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۵،ص۶۱
۰۶۔ ایضاً،جلد نمبر۶،ص۲۲۱
۱۶۔ ایضاً،جلد نمبر۳،ص۳۹۳
۲۶۔ ایضاً،ص۲۳۱
۳۶۔ ایضاً،جلد نمبر۱،ص۲۷۲،جلد نمبر۲،ص۱۱،جلد نمبر۳،ص۴
۴۶۔ ایضاً،جلد نمبر ۳،ص۵۴،جلد نمبر۴ ،ص۷۳۵،۸۸۳،۵۹۱،۴۶
۵۶۔ الم نشرح:۲
۶۶۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۵،ص۰۸۳
۷۶۔ ایضاً،جلد نمبر۲،ص۱۰۳
۸۶۔ ایضاً،جلد نمبر۵،ص۸۴۲
۹۶۔ ایضاً،،ص۵۲۱
۰۷۔ المطففین:۵۱
۱۷۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۳،ص۵۹
۲۷۔ الاحزاب:۰۴
۳۷۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۲،ص۹۱۳
۴۷۔ النسائ:۸۴
۵۷۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۵،ص۰۴۳
۶۷۔ ابراہیم:۱۳
۷۷۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۶،ص۴۶۳
۸۷۔ ایضاً،جلد نمبر۴،ص۸۴۲۔۰۵۲
۹۷۔ ایضاً،جلد نمبر۲،ص۷۷۳
۰۸۔ ایضاً،جلد نمبر۳،ص۷۔۸
۱۸۔ ایضاً،جلد نمبر۲،ص۱۵
۲۸۔ ایضاً،جلد نمبر۳،ص۳۵
۳۸۔ البقرہ:۳۴
۴۸۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض ،جلد نمبر۱،ص۰۷۳